© rasailojaraid.com

انعامی اسکیمیں

س : بڑی بڑی مارکیٹیں اور کمپنیاں گاہکوں کو زیادہ سے زیادہ راغب کرنے کے لیے انعامی اسکیمیں پیش کرتی ہیں جن میں شرکت کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ آپ متعلقہ کمپنی کی کوئی چیز خریدیں تو وہ آپ کو مفت کوپن دیتے ہیں جسے پر کر کے آپ متعلقہ فرد کے حوالے کر دیتے ہیں۔ مقررہ مدت کے بعد مذکورہ کمپنیاں جمع شدہ تمام کوپن اکٹھے کر کے قرعہ اندازی کے ذریعے چند افراد کو بھاری انعامات دیتی ہیں اور ان کی خوب تشہیر بھی کرتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کی انعامی اسکیموں میں حصہ لینا درست ہے اور ان سے حاصل شدہ انعامات ذاتی استعمال میں لائے جا سکتے ہیں؟

ج : انعامی بانڈز کی جو اسکیمیں مختلف ناموں سے بنکوں یا حکومتی اداروں کی طرف سے ملک میں چل رہی ہیں، مثلاً "کروڑ پتی سکیم" اور "مالا مال سکیم" یہ تو ناجائز ہیں اور سود اور جوئے، دونوں پر مشتمل ہیں۔ البتہ تاجروں کی جن انعامی اسکیموں کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ جائز ہیں بشرطیکہ چیزیں مارکیٹ کے نرخ سے زیادہ قیمت پر فروخت نہ کی جائیں بلکہ اصل قیمت پر فروخت کی جائیں اور کوپنوں پر قرعہ اندازی کے ذریعے انعام دیا جائے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں آتا، اس لیے کہ خریدار نے جو رقم تاجر کو دی ہے اس کے بدلے میں اسے چیز مل گئی ہے اور انعام دکاندار نے اپنے مال کی مشہوری کے لیے اور لوگوں کو راغب کرنے کے لیے دیا ہے۔ لیکن اگر ۱۰۰ روپے کی چیز ۱۵۰ روپے میں خریدی گئی تھی اور ۵۰ روپے زائد انعام ملنے کی امید پر دیے گئے ہیں تو یہ جوئے کی شکل بن جاتی ہے اور یہ ناجائز ہے۔ (گ۔ ر)

لڑکی کی رضامندی: ایک وضاحت

س : ترجمان القرآن (جون ۱۹۹۹) میں آپ کا جواب بہ سلسلہ "لڑکی کی رضامندی" شائع ہوا جو فی نفسہ درست موقف پر مبنی ہے۔ لیکن اس میں غصے یا ردعمل کی ایک بڑی بنیاد خط و کتابت وغیرہ کا سلسلہ ہے۔ ماضی کے معاشروں کی نسبت عصر حاضر کے مسائل و معاملات میں بہرحال تغیر واقع ہوا ہے۔ جس میں خط و کتابت، فون، ای میل، کلاس نوٹس اور تہنیت کارڈ وغیرہ سب کے موثر ہونے کا امکان موجود ہے۔ آپ نے اپنے جواب میں اس براہ راست سلسلہ جنبانی پر جو کلام نہیں کیا، وہ میری ناقص عقل کے مطابق فتنے کا باعث بن سکتا ہے۔ براہ کرم وضاحت فرمایئے، تاکہ سماجی سطح پر فتنے سے بچا جا سکے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ج : آپ نے جس فروگزاشت کی طرف توجہ دلائی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ حیا اسلامی تہذیب کا نمایاں امتیاز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر دین کا ایک اخلاق ہوتا ہے اور اسلام کا اخلاق حیا ہے"۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی شان یہ تھی کہ "آپ باکرہ پردہ نشین سے بھی زیادہ حیادار تھے"۔ اسلام میں اس بات کی کوئی گنجایش نہیں ہے کہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں آپس میں کسی بھی سطح پر رابطے رکھیں اور نامہ و پیام اور خط و کتابت اور میل ملاپ سے کام لیں۔ ہمارے معاشرے میں تو جس لڑکی کی نسبت ٹھہر جاتی ہے تو وہ شادی سے پہلے منگیتر کے سامنے کسی بھی مجلس میں نہیں آتی۔ کسی دینی یا دنیوی ضرورت کے بغیر لڑکے اور لڑکی کے آپس میں سلام و کلام اور آمنے سامنے ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اسلامی سوسائٹی مخلوط مجالس اور خفیہ دوستیوں اور راز و نیاز کے سلسلوں سے پاک سوسائٹی ہوتی ہے۔ اس لیے جس جوڑے نے آپس میں خط و کتابت اور راز و نیاز کے ذریعے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا فیصلہ کیا اس نے اسلامی تہذیب کی خلاف ورزی کی اور شرم و حیا کی چادر کو تار تار کیا۔

میں نے اپنے جواب میں اس پر اس لیے کلام نہیں کیا تھا کہ سوال میں غلطی کے مرتکب جوڑے نے اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ انھوں نے ایسا کر کے شدید غلطی کی ہے۔ سوال ان کے اس طرز عمل کے بارے میں نہیں تھا بلکہ اس غلطی کے وقوع پذیر ہونے کے بعد مستقبل میں لڑکی کی مرضی کے علی الرغم شادی کر دینے کا تھا۔ اس لیے میں نے اصل سوال پر کلام کرنے پر زیادہ توجہ دی اور غلطی کے ارتکاب پر بحث کرنے کے بجائے اسے محض غلطی کہنے پر اکتفا کیا لیکن اس سکوت اور اجمال کا نقصان بھی ہو سکتا ہے اور لوگ اس سے غلط نتیجہ بھی اخذ کر سکتے ہیں جیسے کہ آپ نے توجہ دلائی۔ اس لیے اس کا نوٹس لینا ضروری تھا۔ (ع

م)

© rasailojaraid.com